(صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے)

وِرثہ میں لڑکیوں کا حصہ

نہ صرف شریعت کا حکم بلکہ سراسر انصاف و رحمت ہے

از

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم-اے

یکے از مطبوعات
شعبہ اشاعت لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی بسلسلہ صد سالہ جشنِ تشکر

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

(الانفال : 30)

اے ایمان والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور غیر میں فرق رکھ دے گا اور فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نُور دیا جائے گا جس نُور کے ساتھ تم اپنی راہوں پر چلو گے یعنی وہ نُور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا تمہاری عقل میں بھی نُور ہو گا تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت و سکون میں نُور ہو گا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 177-178)

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن! جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں، جب دُنیا میں تُو آتی تھی
کیا تیری قدر و قیمت تھی؟ کچھ سوچ! تری کیا عزت تھی
تھا موت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
عورت ہونا تھی سخت خطا، تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا، تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تو کنکر پتھر تھی، احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹی جاتی تھی
وہ رحمت عالم آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے
ان ظلموں سے چھڑواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کلام حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

پیش لفظ

مارچ 2006ء کی مجلس مشاورت میں لڑکیوں کو وراثت کے حق دینے کے بارے میں قرآن کریم، احادیث مبارکہ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں تعلیم و تربیت کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ اس موضوع پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد نے ایک پُر مغز مضمون لکھا تھا جو افادۂ عام کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس پیشکش سے ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی سعادت بھی حاصل کریں گے کہ

'شوریٰ کی نمائندگی مستقل نوعیت کی ہوتی ہے اور فیصلوں پر عمل درآمد کرانے کیلئے مسلسل کوشاں رہنا چاہئے۔'

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم ہمیشہ خلیفۂ وقت کے ہر معروف حکم پر

کماحقہٗ عمل کی توفیق پاتے رہیں۔آمین اللّٰھم آمین

شعبہ اشاعت کی جشن تشکر کے سلسلہ کی کتب میں یہ پچاسی ویں (85) کتاب ہے ناظر صاحب اشاعت کی اجازت سے شائع ہو رہی ہے۔ شعبۂ اشاعت کی ٹیم ہماری دعاؤں کی مستحق ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ بیش از بیش خدماتِ دینیہ کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔آمین اللّٰھم آمین

امۃ الحفیظ محمود بھٹی

صدر لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی

ایک احمدی خاتون جنہوں نے خط میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا لکھتی ہیں کہ جماعت کے ایک حصہ میں اور خصوصاً زمینداروں میں لڑکیوں کو حصہ نہ دینے یا ہوشیاری کے ساتھ لڑکیوں کا حصہ لڑکوں کی طرف منتقل کر دینے کی بدعادت ابھی تک چل رہی ہے۔ چنانچہ اس خاتون نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ میرے والد صاحب جو کہ خدا کے فضل سے بظاہر بہت مخلص اور دیندار ہیں اور صاحبِ جائیداد بھی ہیں بلکہ بہت معقول جائیداد رکھتے ہیں مگر انہوں نے مجھے اور میری بہنوں کو حصہ نہیں دیا۔ بلکہ ہمارے حصہ کی قیمت کے مطابق ہم سے روپے کی رسید لکھا کر ہمارے بھائیوں کے نام پر روپیہ جمع کرا دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اگر یہ شکایت درست ہے (اور مَیں یہ بات اگر کے لفظ کے ساتھ ہی کہہ سکتا ہوں گو بظاہر یہ شکایت درست معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم) تو بہت **قابلِ افسوس اور قابلِ ملامت** ہے کیونکہ لڑکیوں کو ورثہ سے محروم کرنا نہ صرف شریعتِ اسلامی کے ایک صریح اور تاکیدی حکم کے خلاف اور گناہ ہے بلکہ حکومت کا بھی جُرم ہے جس نے کچھ عرصہ سے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی لڑکیوں کو شریعت کے مطابق حصہ دیں۔ بیشک

زمینداروں کو اپنی زمین بہت محبوب ہوتی ہے بلکہ اکثر زمیندار تو زمین کے ساتھ ایک گونہ عشق کا رنگ رکھتے ہیں اور جائز حد تک مال ہر شخص کو ہی پیارا ہوتا ہے۔مگر کیا **(دینِ حق)** اور **احمدیت** ہی نعوذ باللہ ایسی ناکارہ چیزیں ہیں کہ ان کے پیار کو ہر دوسری چیز کے پیار پر قربان کر دیا جائے؟ قرآن تو فرماتا ہے کہ:-

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

''یعنی جو لوگ سچے مسلمان ہیں انہیں اپنے خدا اور خدا کے احکام کے ساتھ ہر دوسری چیز کے مقابل پر زیادہ محبت ہونی چاہئے۔''

اور **دنیا کے مال اور اولاد کے متعلق** فرماتا ہے:-

اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِیۡنَۃُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَاج
وَالۡبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ
ثَوَابًا وَّ خَیۡرٌ اَمَلاًo (الکہف: 47)

''یعنی **مال اور لڑکے** (جن کی خاطر تم لڑکیوں کا حق مارتے ہو) محض اِس ورلی دُنیا کی **عارضی زینت** ہیں مگر دائم اور قائم رہنے والی نیکی وہ ہے جو خدا کے حضور ثواب کا موجب اور اگلے جہان کی اُمیدگاہ ہے۔''

پس اگر احمدیوں نے (دینِ حق) کو سچا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کے دین کو خدا کی آخری اور کامل ومکمل شریعت سمجھ کر مانا ہے اور احمدیت کو خدا کی ایک رحمت یقین کرتے ہوئے تسلیم کیا ہے۔ تو ان کے لئے یہ امتحان کا وقت ہے یہ دُنیا ایک فانی چیز ہے۔ کیا وہ اس کی چند روزہ زینت کی خاطر اور اس عارضی زندگی کی نمائش کی چمک کی وجہ سے خدا کی ابدی رحمت کو جواب دے دیں گے؟ خدا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ:-

یُحی الدّین و یقیم الشریعة (تذکرہ)

''یعنی ہمارا یہ مسیح دین کے مٹے ہوئے نشانوں کو زندہ کرے گا اور ترک شدہ شرعی احکام کو پھر دوبارہ دُنیا میں قائم کر دے گا۔''

پس اَے ہمارے بھٹکے ہوئے بھائیو! اگر آپ میں سے کسی کو اپنے ایمان کی شرم نہیں تو کم از کم اپنے مقدس امام اور سلسلہ احمدیہ کے بانی کو تو خدا کے حضور شرمندہ ہونے سے بچاؤ (کیونکہ بعض صورتوں میں خدا کے مرسلوں کو بھی اپنے متبعین کی بعض غلطیوں کے لئے جواب دہ ہونا پڑتا ہے) مَیں جانتا ہوں کہ خدا کے فضل سے جماعت کا بہت بڑا حصہ دین سے محبت رکھنے والا اور احکامِ شریعت کو شوق و ذوق سے ادا کرنے والا ہے مگر کہتے ہیں کہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔ پس جب تک آپ اپنے میں سے ہر فرد کو (دینِ حق) کے احکام پر پختہ طور پر قائم نہیں کر دیتے یا کم از کم جب تک

جماعت کی بھاری اکثریت اِس مقام کو حاصل نہیں کر لیتی اس وقت تک آپ کی اجتماعی ذمہ داری ہرگز ادا شدہ نہیں سمجھی جا سکتی اور لڑکیوں کو اُن کے جائز حق اور شرعی وِرثہ سے محروم کرنا تو صرف ایک گناہ ہی نہیں بلکہ کم از کم **چھ سنگین گناہوں کا مجموعہ** ہے۔

سب سے اوّل نمبر پر **یہ شریعت کا گناہ ہے** کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کے ایک واضح اور صریح اور قطعی حکم کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے اور کن زوردار الفاظ میں فرماتا ہے کہ:-

لِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدَانِ
وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ کَثُرَ ؕ
نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًاo (النساء: 8)

''یعنی لڑکیوں کے لئے ان کے والدین اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے ترکہ میں سے خدا تعالیٰ نے معیّن حصہ مقرر کر رکھا ہے خواہ یہ ترکہ زیادہ ہو یا کہ کم ہو۔ اور یہ خدا کی طرف سے فرض کیا ہوا حق ہے جو بہرحال لڑکیوں کو ملنا چاہئے۔''

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ کو اولاد کے معاملہ میں انصاف کا اتنا خیال تھا کہ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے اپنے ایک لڑکے کو ایک گھوڑا ہدیہ دیا اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اپنے دوسرے بچوں کو بھی ایسے ہی ہدیے دیے ہیں؟ اور جب اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کے ساتھ فرمایا۔ **"جاؤ میں اِس ظلم کی کارروائی میں گواہ نہیں بنتا"**۔ حالانکہ یہ ہدیہ دینے والے کی زندگی کا واقعہ تھا جب کہ وہ بعد میں اس کی تلافی بھی کر سکتا تھا مگر مرنے والے کے فعل کی تو کوئی تلافی ممکن نہیں۔

دوسرے نمبر پر **یہ حکومت کا جُرم بھی ہے**۔ کیونکہ کچھ عرصہ سے پاکستان کی حکومت نے یہ قانون پاس کر رکھا ہے کہ لڑکیوں کو ان کے والدین کے ترکہ میں سے (اور بیویوں کو ان کے خاوندوں کے ترکہ میں سے) شریعت کے مطابق حصہ ملنا چاہئے۔ اور چونکہ حکومت کے قانون کی پابندی اولی الامر کے اصول کے مطابق شریعت کی رُو سے بھی لازمی ہے اس لئے یہ گویا دوہرا جُرم بن جاتا ہے۔ شریعت کا بھی اور حکومت کا بھی۔

تیسرے نمبر پر **یہ جماعت احمدیہ میں اپنے امام اور خلیفۂ وقت کے ساتھ بدعہدی بھی قرار پاتی ہے** کیونکہ چند سال ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضرین جلسہ سے یہ عہد لیا تھا کہ جماعت کے لوگ شریعت کے مطابق لڑکیوں کو حصہ دیا کریں گے۔ اور اس موقع پر جملہ حاضرین نے جو ہزارہا تھے کھڑے ہو کر اپنے امام کے ساتھ اور امام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے ساتھ یہ عہد کیا تھا کہ وہ آئندہ لڑکیوں کو ضرور حصہ دیں گے۔

چوتھے نمبر پر **لڑکیوں کو ان کے شرعی حق سے محروم کرنا بدترین قِسم کا ظلم بھی ہے** کیونکہ اس کے ذریعہ سے ایک کمزور جنس پر جو اپنی کمزوری اور شرم کی وجہ سے والدین اور بڑے بھائیوں کے سامنے زبان نہیں کھول سکتی ایک بھیانک قسم کا ظلم روا رکھا جاتا اور اسے اس کے مال سے محروم کر کے اس کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔

پانچویں نمبر پر **یہ اکل بالباطل اور گویا حرام خوری میں بھی داخل ہے** کیونکہ اِس کے ذریعہ سے والدین اور لڑکیوں کے بھائی ایک ایسا مال کھاتے ہیں جو دراصل ان کا نہیں بلکہ اُن کی بیٹیوں اور بہنوں کا ہے اور وہ محض لُوٹ مار یا دھوکے کے ذریعہ اس مال کے مالک بن جاتے اور جائز حقداروں کو محروم کر کے اُن پر قابض رہنا چاہتے ہیں۔

چھٹے نمبر پر **یہ اپنے خون اور اپنی نسل کی ہتک بھی ہے** کہ ایک باپ کے نُطفہ سے پیدا ہونے اور ایک صُلب سے نکلنے والی لڑکیوں کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھا جاتا ہے کہ وہ گویا اپنے باپ کی بیٹیاں اور اپنے بھائیوں کی بہنیں ہی نہیں۔ اور انہیں عملاً نیچ ذات کی لونڈیوں کی طرح سمجھا جاتا ہے حالانکہ (دینِ حق) تو وہ مبارک مذہب ہے کہ سچ مچ کے غلاموں کے لئے بھی آزادی کا پیغام لے کر آیا ہے۔

الغرض لڑکیوں اور بیویوں کو ان کے جائز شرعی حق سے محروم کرنا ایک بہت بڑا گناہ بلکہ چھ گناہوں کا مجموعہ ہے اور بھاری ظلم میں داخل ہے۔ اور

مَیں تمام مخلص احمدی باپوں اور مخلص احمدی بھائیوں سے قرآنی الفاظ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ:-

هَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ

''یعنی کیا اب بھی تم اِس ظلم سے باز نہیں آؤ گے؟''

کہا جاتا ہے کہ لڑکیاں جہیز کی صورت میں بہت کچھ لے لیتی ہیں اس لئے اگر اُن کو باپ کے وِرثہ میں سے کوئی حصہ نہ ملے تو یہ کوئی ظلم نہیں۔ لیکن اوّل تو نعوذ باللہ یہ خدائی شریعت پر ناپاک اعتراض ہے کہ خدا نے جہیز کا علم رکھتے ہوئے لڑکیوں کے لئے وِرثہ میں حق مقرر کیا۔ علاوہ ازیں یہ ایک ایسا عُذر ہے جو بدتر از گناہ ہے کیونکہ کیا لڑکوں کی شادی پر خرچ نہیں ہوتا؟ اور پھر کیا لڑکوں کی تعلیم پر لوگ ہزاروں روپیہ خرچ نہیں کرتے؟ بلکہ بعض والدین تو اپنے لڑکوں کو یورپ اور امریکہ بھجوا کر اپنی جائیدادیں ہی عملاً ختم کر دیتے ہیں۔ پس خدارا جُھوٹے عُذر بنا کر اپنے نفسوں کو دھوکا نہ دو۔ کیونکہ یقیناً تم قیامت کے دن اس کے متعلق پوچھے جاؤ گے۔

پھر کہا جاتا ہے کہ لڑکیوں کو حصہ دینے سے خاندان کی جائیداد دوسرے خاندان میں چلی جاتی ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اگر سوچو تو مال دراصل خدا کا ہے اور انسان کا ترکہ جو وہ اپنی وفات کے وقت چھوڑتا ہے وہ تو خصوصیت سے خدا کا ہے۔ پس جب خود خدا اُسے ایک خاص رنگ میں تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے تو زید بکر عمر کو کیا حق ہے کہ اس تقسیم میں رخنہ ڈالے؟ اور

پھر جب تم نے (دینِ حق) کی شریعت کو سچا سمجھ کر اس کے نیچے اپنی گردنیں رکھ دیں اور احمدیت کی غلامی کو برضا و رغبت قبول کر لیا اور (دینِ حق) کو خدا کی ایک نعمت جانا تو پھر یہ اب کتنی شرم کی بات ہے کہ ایک صداقت کو مان کر اس پر عمل کرنے سے انکار کرو۔ یہ تو ایمان نہیں بلکہ منافقت ہے کہ مُنہ سے ایک بات کو مانو مگر اپنے عمل سے اسے دھتکار دو۔ قرآن فرماتا ہے **لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ** ''یعنی تم مُنہ سے ایک ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر تم عمل کرنے کو تیار نہیں؟''

بعض لوگ اِس موقعہ پر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اگر خود لڑکیاں اپنی مرضی سے جائیداد کی جگہ نقد روپیہ لینے کو تیار ہوں تو اس پر کیا اعتراض ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اگر نیک نیتی سے اور پاک و صاف دل سے ایسا کیا جائے اور اس میں کوئی پہلو دھوکے اور فریب کا نہ ہو اور نہ ہی جائیداد کی قیمت لگانے میں چالاکی سے کام لیا جائے اور لڑکیوں پر کسی قسم کا دباؤ بھی نہ ڈالا جائے تو بے شک فریقین کی کامل رضامندی اور شرح صدر سے ایسا ہوسکتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:-

مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں
کہ گُل بے خار کم ہیں بوستاں میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک احمدی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت! میری بیوی نے اپنی خوشی سے مجھے

اپنا مہر معاف کر دیا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ ''ہم ایسی معافی کو جائز نہیں سمجھتے۔ آپ اپنی بیوی کو مہر ادا کر دیں اور پھر اس کے بعد وہ اگر اپنی خوشی سے آپ کو مہر کی رقم واپس کر دے تو تب جائز ہو گا''۔ یہ صاحب کہیں سے قرض لے کر دَوڑے ہوئے اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس کی جھولی میں مہر کی رقم ڈال دی۔ اور پھر چند سیکنڈ انتظار کرنے کے بعد بیوی سے کہا کہ تم نے تو مہر معاف کر دیا ہوا ہے۔ اب یہ رقم مجھے واپس کر دو۔ اس نے کہا۔ واہ! اب مَیں کیوں واپس کروں؟ مَیں تو سمجھتی تھی کہ آپ نے مہر دینا ہی نہیں اس لئے مفت احسان کیوں نہ رکھوں۔ لیکن اب جب آپ نے مہر دے دیا ہے تو یہ میرا حق ہے۔ میں اسے واپس نہیں کرتی۔ بس یہی بات مَیں والدین اور بھائیوں سے بھی کہتا ہوں کہ فرضی معافیوں اور فرضی ادائیگیوں سے اپنے نفسوں کو دھوکا نہ دو۔ یہ سب باتیں تقویٰ اور دیانت کے خلاف اور چالاکی اور ریاکاری میں داخل ہیں اور مومن کی شان سے کوسوں دُور۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتیٔ نوح میں فرماتے ہیں۔ سُنو اور غور کرو!:-

> ''تم ریاکاری سے اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو؟ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرّہ تیرگی بھی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری

ساری روشنی کو دُور کر دے گی............ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آ جائے............ نفسانیت کی فربہی کو چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بُلائے گئے ہو اس میں ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو **خدا کے مُنہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔**"

بس اِسی پر مَیں اپنے اِس نوٹ کو ختم کرتا ہوں۔ جن کے کان ہوں گے وہ سُنیں گے اور جن کے دل ہوں گے وہ مانیں گے اور باقی خدا کے حوالے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

خاکسار

مرزا بشیر احمد - ربوہ

28/جولائی 1960ء

نام کتاب	وِرثہ میں لڑکیوں کا حصہ
مصنف	حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد
ناشر	لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی
شمارہ نمبر	85
طبع	اوّل
تعداد	1000
کمپوزنگ	وحید منظور میؔر
ٹائٹل ڈیزائننگ	محمد وحید احمد
پرنٹر	**پرنٹ گرافکس** ڈیزائنرز اینڈ پرنٹرز

"WIRSAH MEIN LARKIOON KA HISSA"
Writer : **Hazrat Sahibzada Mirza Bashir Ahmad (MA)**
By
Published by : **Lajna Ima'illah Karachi**

Printed by : Print Graphics

Karachi